رُوداد مجلس تعلیمی

منعقدہ دارالاسلام

(از جناب طفیل محمد صاحب، قیم جماعت اسلامی)

اپنے نظریۂ تعلیمی کے مطابق ایک درسگاہ اور ایک تربیت گاہ کے قیام کی ضرورت تو ہماری جماعت کو ابتداء سے محسوس ہو رہی تھی اور موجودہ مرکز میں آنے کے بعد تو اس کے قائم کرنے کا ارادہ بھی کر لیا گیا تھا، لیکن مختلف اسباب سے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی طرف جلدی اقدام نہ کیا جا سکا۔ حال میں جماعت کے جو مختلف اجتماعات بہار، پنجاب، دہلی اور دکن میں منعقد ہوئے، ان میں ارکانِ جماعت کی طرف سے بشدت اس بات کا مطالبہ ہوا کہ اب اس کام میں مزید تاخیر نہ کی جائے۔ اس کے ساتھ یہ ضرورت بھی محسوس ہوئی کہ مستقل مرکز کا فیصلہ جلدی سے جلدی کر لیا جائے تاکہ درسگاہ اور تربیت گاہ کے قیام میں مرکز کے عارضی ہونے کی وجہ سے جو رکاوٹ ہے وہ دور ہو جائے اور اطمینان کے ساتھ ایک جگہ بیٹھ کر اس سلسلے کی تمام تعمیری تجاویز کو عمل میں لانا شروع کر دیا جائے۔ چنانچہ دکن کے سفر سے واپس آنے کے بعد ہی ایک مختصر مجلس مشاورت کے لیے ۱۴، ۱۵، ۱۶ر اگست کی تاریخیں تجویز کر لی گئیں اور اس مجلس کے انعقاد سے پہلے ایک طرف تو ایک مفصل تعلیمی سوال نامہ اخبار "کوثر" میں شائع کرایا گیا، تاکہ جو لوگ ہمارے اس کام سے دلچسپی رکھتے ہیں اور تعلیم کے مسائل پر بھی نظر رکھتے ہیں، وہ اپنی آراء سے ہمیں فائدہ اٹھانے کا موقع دیں، اور دوسری طرف مرکز کی ضروریات کو واضح کرتے ہوئے جماعت کے ارکان اور ہمدردان سے درخواست کی گئی کہ مستقل مرکز کے لیے جگہ کے انتخاب کے متعلق جو جو تجاویز انھیں پیش کرنی ہیں وہ ضروری تفصیلات کے ساتھ انعقادِ مجلس کی تاریخوں سے پہلے پہلے ہمارے پاس بھیج دیں، تاکہ ان سب کو پیشِ نظر رکھ کر مرکز کے بارے میں ایک آخری فیصلہ کر لیا جائے۔

ہمارے ان دونوں اعلانات پر تعلیمی اسکیم اور مرکز کی تجویز کے متعلق اچھی خاصی تعداد میں ارکانِ جماعت اور ہمدردوں کی جانب سے جوابات بروقت موصول ہو گئے جن میں سے اکثر کافی غور و خوض اور تحقیق سے مرتب کیے گئے تھے اور ہمارے کام میں مددگار ثابت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر دے اور اقامتِ دین کی جد و جہد کے ہر مرحلے میں ہمارے ساتھ اسی طرح قلبی تعاون کے لیے زیادہ سے زیادہ آمادہ فرمائے۔

حسبِ اعلان ۲۳ر شعبان ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۴ر اگست ۱۹۴۴ء کو دارالاسلام میں مجلسِ تعلیمی کا اجلاس شروع ہوا۔ ہمارے ارکان اور ہمدردوں میں سے جو لوگ تعلیمی امور میں نظری اور عملی بصیرت رکھتے ہیں، ان سب کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی اور الحمدللہ کہ ان میں سے اکثر تشریف لے آئے تھے۔ مدعوین کے علاوہ اور بھی چند اصحاب جنھیں ان مسائل سے دلچسپی ہے، شریکِ جلسہ ہوئے۔ حاضرین کی تعداد بیالیس تھی۔

اجلاسِ اوّل

پہلا اجلاس نمازِ ظہر کے بعد دارالاسلام کی مسجد میں شروع ہوا۔ اس اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے امیرِ جماعت نے سب سے پہلے اپنا وہ مضمون پڑھ کر سنایا جو "نیا نظامِ تعلیم" کے عنوان سے ترجمان القرآن میں اور پمفلٹ کی شکل میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد فرمایا:۔

امیرِ جماعت کی افتتاحی تقریر

"اگرچہ آپ سب حضرات اس مضمون کو جو ابھی میں نے آپ کو سنایا ہے، اس سے پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں، لیکن میں نے یہاں اسے دوبارہ سنانا اس لیے ضروری سمجھا کہ یہی مضمون ہمارے اس تعلیمی نظریے اور اس تعلیمی پالیسی کا سنگِ بنیاد ہے، جس پر ہمیں اب عملاً کام کرنا ہے، اور اس کام کو شروع کرتے وقت ہمارے ذہن میں ان بنیادی اصولوں کا مستحضر ہونا ضروری ہے جو اس میں بیان کیے گئے ہیں۔ میں خود فنِ تعلیم کا ماہر نہیں ہوں اور اس کام کے لیے جو اس وقت ہمارے پیشِ نظر ہے میں کوئی عملی اسکیم نہیں بنا سکتا۔ میرا کام صرف یہ ہے کہ اسلامی تحریک کو جس قسم کے آدمیوں کی ضرورت ہے اور جن اوصاف اور جن قابلیتوں کے کارکن اُسے مطلوب ہیں ان کا نقشہ آپ کے سامنے پیش کر دوں۔ اور اس کے بعد ماہرینِ فن ہونے کی حیثیت سے یہ آپ لوگوں کا کام ہے کہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مناسب عملی تدابیر تجویز کریں۔

جیسا کہ آپ حضرات جانتے ہیں، اس وقت ہمارے ملک میں جتنے نظام ہائے تعلیم رائج ہیں، ان میں سے کوئی بھی اُس مقصد کے لیے آدمی تیار نہیں کرتا جو ہمارے پیشِ نظر ہے، اور نہ اُس طرز کے آدمی تیار کرتا ہے جو ہمیں مطلوب ہیں۔ اسی لیے ہم کو اپنا نظامِ تعلیم الگ قائم کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ ہمیں صرف یہی نہیں کرنا ہے کہ نوخیز نسلوں کی علمی اور ذہنی تربیت کا انتظام اپنے نصب العین کے مطابق کریں بلکہ اس کے ساتھ ان کی اخلاقی اور عملی تربیت کا بھی بندوبست کرنا ہے۔ اور یہ ضرورت خصوصیت کے ساتھ اس وجہ سے اور بھی زیادہ شدید ہو گئی ہے کہ ہمارے ملک میں مدت ہائے دراز کے انحطاط کی وجہ سے اجتماعی تربیت کا نظام باقی ہی نہیں رہا ہے۔ پرانے زمانے میں اجتماعی تربیت کی جو صورت تھی وہ جدید زمانے کے سیاسی و تمدنی انقلاب کے مقابلے میں شکست کھا گئی۔ اور جدید سیاسی و تمدنی انقلاب نے اس کی جگہ اجتماعی تربیت کا کوئی دوسرا نظام مرتب نہیں کیا۔ بلکہ عامۃ الناس کو خودرو درختوں کی طرح اُگنے اور نشو و نما پانے کے لیے چھوڑ دیا۔ اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں تعلیم یافتہ آدمیوں کی جتنی کمی ہے اُس سے بہت زیادہ کمی تربیت یافتہ آدمیوں کی ہے۔ مجھے اکثر یہ چیز بڑے رنج کے ساتھ محسوس ہوئی ہے کہ ہمارے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بھی، خواہ وہ قدیم نظامِ تعلیم سے تعلق رکھتے ہوں یا جدید نظامِ تعلیم سے، بالعموم اخلاق و شائستگی اور مہذب عادات اور ضبط و نظم کی بالکل ابتدائی اور بنیادی تربیت سے بھی عاری ہوتے ہیں، اور اس کی وجہ سے کوئی اعلیٰ درجہ کی جماعت جو کسی نصب العین کے لیے جدوجہد کر سکے اس ملک میں بنانی نہایت مشکل ہوتی ہے۔ جن قوموں میں اجتماعی تربیت کا نظام مکمل موجود ہے ان کی حالت یہ ہے کہ ان میں بیشتر افراد مہذب اور منظم زندگی کی بنیادی تربیت حاصل کیے ہوئے ہوتے ہیں، اور جو شخص کوئی خاص تحریک ان کے اندر جاری کرنا چاہتا ہو اسے ان بنے اور سنورے ہوئے آدمیوں میں صرف اپنی تحریک کے لحاظ سے مناسب اوصاف پیدا کرنے کی سعی کرنی پڑتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں یہ بڑی دشواری ہے کہ انسانیت کی بنیادی تربیت ہی بڑی حد تک مفقود ہے، اور یہاں اگر کسی خاص نصب العین کے لیے جدوجہد کرنی مقصود ہو تو آدمی کو بالکل ناتراشیدہ موادِ خام

بلتا ہے جسے بالکل نئے سرے سے تراشنے اور سنوارنے کی ضرورت پڑجاتی ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے نظامِ تعلیم میں دماغی تربیت سے زیادہ اخلاقی تربیت کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمیں اپنی اس دعوت کے لیے صحیح قسم کے کارکن میسر آسکیں جن کی نایابی کی وجہ سے ہمارا یہ کام ہماری انتہائی کوششوں کے باوجود آگے نہیں بڑھ رہا ہے۔

اس سلسلے میں ایک بات اور بھی ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ وجہ یہ کہ اس وقت ہم کسی ملک کے انتظام کا چارج نہیں لے رہے ہیں کہ ہمیں اپنے نظامِ تعلیم میں ان تمام ضرورتوں کے لیے آدمی تیار کرنے ہوں جو ایک ملک کے تمدن کی پوری مشینری کو چلانے میں پیش آتی ہیں۔ ہمارے سامنے اس وقت صرف ایک کام ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں اخلاقی، فکری اور عمرانی انقلاب برپا کرنے کے لیے موزوں لیڈر اور کارکن تیار کریں۔ اس کام کے لیے ڈاکٹری یا انجینیرنگ یا سائنس وغیرہ کے ماہرین کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ صرف ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو دینِ اسلام اور علومِ اجتماعیہ (Social Sciences) میں اعلیٰ درجہ کی بصیرت رکھتے ہوں۔ آگے چل کر جیسا جیسا ہماری کارروائیوں کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا اور ہمارے اوپر ذمہ داریوں کا جتنا جتنا بار بڑھتا جائے گا اس کے لحاظ سے جن جن علمی شعبوں کے اضافے کی ضرورت ہوگی ان کا اضافہ ہم کرتے جائیں گے۔ فی الحال ہمیں اعلیٰ تعلیم کے صرف پانچ شعبے قائم کرنے ہیں جن کی تفصیل میں ابھی آپ سے بیان کروں گا۔ انہی شعبوں کو پیشِ نظر رکھ کر ہمیں ابتدائی اور ثانوی تعلیم کا انتظام کرنا ہے تاکہ ہم ان پانچوں شعبوں کے لیے طلبہ کو تیار کرسکیں۔

اب میں سب سے پہلے آپ کے سامنے اعلیٰ تعلیم کا معیارِ مطلوب پیش کرتا ہوں تاکہ وہ انتہا آپ کے پیشِ نظر ہو جائے جس تک پہنچنے کے لیے آپ کو اس وقت ابتدائی قدم اٹھانے ہیں۔

اعلیٰ تعلیم کا معیارِ مطلوب

۱- علمی | اعلیٰ تعلیم کے جن پانچ شعبوں (Facalties) کا ابھی میں نے آپ سے ذکر کیا ہے وہ حسبِ ذیل ہیں:-

(۱) **فلسفہ**:- تاریخِ فلسفہ، فلاسفۂ مسلمین کے مختلف سکول، فلاسفۂ غیر مسلمین کے مختلف سکول، علمِ کلام، فلسفۂ متصوفین، منطق، نفسیات، فلسفۂ اخلاق، نظری (Theoretical) سائنس، حکمتِ قرآن اور اس کی مدد کے لیے حدیث۔

(۲) **تاریخ**:- تاریخِ اسلام، تاریخِ مسلمین، تاریخِ عالم (قدیم و جدید)، تاریخِ انقلاب، فلسفۂ تاریخ، عمرانیات (Socio-logy)، مختلف عمرانی فلسفے، مدنیات (Civics)، سیاسیات، دساتیرِ عالم (Constitutions of-The world)، اسلامی فلسفۂ تاریخ و فلسفۂ تمدن اور نظامِ اجتماعی و سیاسی کا مطالعہ قرآن و حدیث کی روشنی میں۔

(۳) **معاشیات**:- علم المعیشت، مختلف معاشی نظریے اور معاشی و تمدنی مسالک، دنیا کے مختلف معاشی نظام، مالیات (Fina-nce)، بینکنگ (Banking) قرآن و حدیث اور فقہ کا مطالعہ معاشی نقطۂ نظر سے۔

(۴) **قانون**:- تاریخِ قانون، اصولِ قانون، قوانینِ امم قدیمہ و جدیدہ، اصولِ قضا و نظامِ عدالت، قرآن و حدیث اور اسلامی مذاہبِ فقہیہ کا مطالعہ قانونی نقطۂ نظر سے۔

(۵) **علومِ اسلام**:- ادب و لغتِ عربی، تفسیر، حدیث، فقہ، علومِ اسلامی کی تاریخ، تاریخِ افکارِ مسلمین، مذاہبِ عالم کا تقابلی مطالعہ، تاریخِ ادیانِ عالم، فلسفۂ مذہب، دورِ جدیدہ کی مذہبی و اخلاقی تحریکیں، مغربی الحاد کی تاریخ۔

۴- ذہنی و اخلاقی اس علمی معیار کے ساتھ ہم ان لوگوں کو جو ان شعبوں میں تیار ہوں حسب ذیل اوصاف سے آراستہ پانا چاہتے ہیں۔

(۱) فکر و نظر اور ذہنیت کے اعتبار سے پورے مسلمان ہوں اور اسلام کے لیے دنیا سے لڑنے کا گہرا جذبہ رکھتے ہوں۔

(۲) دین میں تفقہ اور مجتہدانہ بصیرت رکھتے ہوں اور وہ تمام استعدادیں ان کے اندر پوری طرح نشو و نما پا جائیں جو دنیا کے بگڑے ہوئے نظامِ تمدن و اخلاق کو توڑ پھوڑ کر ایک صالح نظامِ تمدن و اخلاق تعمیر کرنے کے لیے ضروری ہیں۔

(۳) ان کی دماغی تربیت اتنی اعلیٰ درجہ کی ہو کہ اپنے زمانے کی علمی دنیا پر ان کی ریاست کا سکہ بیٹھ جائے۔

(۴) وہ ان اخلاقی اوصاف سے پاک ہوں جنھیں قرآن و حدیث میں کفار، فساق، اور منافقین کی صفات قرار دیا گیا ہے اور جنھیں ایمان کی ضد، اسلام کے منافی اور صالح سوسائٹی کے لیے غیر موزوں ٹھیرایا گیا ہے۔ اس کے برعکس ان میں انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر وہ اخلاقی اوصاف پرورش کیے جائیں، جو قرآن و حدیث میں عباد اللہ، متقین، صادقین، صالحین، محسنین، فائزین اور مفلحین کے اوصاف بتائے گئے ہیں۔

(۵) وہ دنیا میں اپنے بل بوتے پر کھڑے ہو سکیں، ہر میدان کے مرد ہوں، کسی راہ میں عاجز و درماندہ نہ ہوں، صعوبتوں سے ٹکرا کر اپنا راستہ ہموار کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور زمین کو پیٹ کر ہر جگہ سے اپنا رزق حاصل کر لینے کی قابلیت ان میں موجود ہو۔

یہ ہے وہ سب سے اوپر کی منزل (Super structure) جو آخر کار ہمیں تعمیر کرنی ہے۔ اس بنائے عالی کو سنبھالنے کے لیے آپ کو جس ثانوی تعلیم کا انتظام کرنا ہوگا اس میں لامحالہ حسب ذیل شعبوں کی علمی تیاری ناگزیر ہوگی۔

ثانوی تعلیم کا معیار مطلوب

عام۔ (۱) عربی زبان۔ انگریزی زبان یا کوئی اور یورپین زبان اس حد تک کہ تحقیقی مطالعہ کے لیے کافی ہو سکے۔

(۲) قرآن کے تحقیقی مطالعہ کی ابتدائی تیاری۔

(۳) اصولِ حدیث اور حدیث کی کسی مختصر کتاب کا تحقیقی مطالعہ جس سے طالب علم کے لیے آئندہ زیادہ گہرے تحقیقی مطالعے کی راہیں کھل جائیں۔

خصوصی شعبے۔ یہ اُن پانچ شعبوں (Faculties) کی مناسبت سے ہونے چاہییں جو اعلیٰ تعلیم کے لیے تجویز کیے گئے ہیں ان میں سے ہر ایک میں ان علوم کے مبادی اور مددگار علوم پڑھائے جائیں جن کا اعلیٰ تعلیم کے مرحلے میں طالب علم کو تحقیقی مطالعہ کرنا ہے۔ مثلاً:۔

(۱) شعبۂ فلسفہ کے لیے مبادی منطق، فلسفۂ قدیم و جدید اور علم کلام پر ایک ایک کتاب جو ان علوم کی اصطلاحات، طرز بیان اور بنیادی مسائل سے واقفیت کے لیے کافی ہو۔ نیز نفسیات، طبیعیات اور علم کیمیا پر بھی ایک ایک ابتدائی کتاب۔

(۲) شعبۂ تاریخ کے لیے تاریخ، عمرانیات اور سیاسیات کا ایسا کورس جس سے طلبا کو تاریخی تحقیق اور تمدن و متعلقاتِ تمدن کی گہرائیوں میں اترنے کا طریقہ معلوم ہو اور وہ ان علوم سے فی الجملہ روشناس ہو جائیں۔

(۳) شعبۂ معاشیات کے لیے ایسا کورس جس سے طالب علم انسانی سوسائٹی کی ترکیب (Structure) اور اس کے بنیادی

مسائل کو بحیثیت مجموعی سمجھ لے اور پھر معاشیات، مالیات، بینکنگ اور کاروبارِ معیشت کے اصول سے واقف ہونے کے علاوہ موجودہ زمانہ کے معاشی نظاموں اور مسلکوں سے بھی فی الجملہ روشناس ہو جائے۔

(۴) شعبۂ قانون کے لیے اصولِ قانون، اصول فقہ، تاریخ قانون اور تاریخ فقہ اسلامی پر ایک ایک ابتدائی کتاب اور فقہ مذاہب اربعہ کے مسائل کا ایک مختصر مجموعہ۔

(۵) شعبۂ علومِ اسلامی کے لیے زبانِ عربی کا ایک مزید کورس اُس عام کورس کے علاوہ جو متوسط تعلیم کے لیے تجویز کیا جائے۔ نیز فقہ اور تاریخ فقہ پر ایک ایک کتاب اور تقابلِ ادیان پر ایک کتاب جس میں تاریخ ادیان بھی شامل ہو۔

ان دونوں بالائی منزلوں کو سنبھالنے کے لیے آپ کو اپنی تعمیر کی ابتدا جس نچلی منزل سے کرنی ہے اُس کی تفصیلات آپ حضرات کو خوب غور و خوض کے ساتھ تجویز کرنی چاہییں تاکہ بنیاد نہایت مضبوط ہو اور طلبا میں علمی و اخلاقی دونوں حیثیتوں سے وہ ضروری قابلیتیں اور صفات پیدا ہو جائیں جو مہذب انسانوں اور ہماری اس تحریک کے کارکنوں میں بہرحال ناگزیر ہیں۔ اس مرحلہ میں آپ کو اس امر کا بھی لحاظ رکھنا ہوگا کہ جو طلبہ آپ کی ابتدائی منزل سے آگے بڑھنے والے نہیں ہیں انھیں بنیادی تعلیم و تربیت سے اس حد تک آراستہ ہو جانا چاہیے کہ جوہرِ انسانیت اور جوہرِ اسلامیت کے اعتبار سے وہ ناقص نہ رہ جائیں اور متمدن و مہذب زندگی کے فعال عنصر ہونے کے لیے جو قابلیتیں ضروری ہیں وہ ان میں پیدا ہو جائیں۔ اس کام کے لیے جتنی مدت آپ چاہیں تجویز کریں اور اس مدت کو جتنے مراحل پر چاہیں تقسیم کریں، یہ ماہرینِ فن ہونے کی حیثیت سے آپ کا اپنا کام ہے۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ابتدائی تعلیم کی تکمیل پر ہم اپنے طلبہ میں کیا قابلیتیں اور کیا اوصاف دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ اس معیارِ مطلوب کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرلیں کہ اس معیار کے طلبا تیار کرنے کے لیے آپ کو کتنی مدت اور کیا سروسامان درکار ہے۔

ابتدائی تعلیم کا معیارِ مطلوب

اخلاقی:- (۱) شائستگی، پاکیزگی، صفائی، تمیزِ حسن و قبح اور ذوقِ سلیم۔

(۲) اخلاقِ حسنہ: انفرادی، عائلی اور اجتماعی۔

(۳) انضباط (Discipline) باقاعدہ اور مہذب طریقہ سے سوسائٹی میں رہنے اور کام کرنے کے ڈھنگ، محاسبۂ نفس کی عادت، احساسِ فرض، احساس ذمہ داری۔

(۴) وسعتِ قلب، وسعتِ نظر، وسعتِ تصور، بلند حوصلگی، خودداری۔

(۵) عزم و ارادے کی پختگی، متانت و سنجیدگی (Seriousness)، خلوصِ نیت، اور یہ ضروری صفت کہ جس معاملہ سے بھی دلچسپی لیں اس میں ان کی دلچسپی منافقانہ طرز کی نہ ہو۔

(۶) جرأت و دلیری، جفاکشی، چستی، ہر طرح کا کام کرلینے کی صلاحیت، زندگی کے ہر پہلو سے کچھ نہ کچھ واقفیت (نہ صرف معلومات کی حد تک بلکہ عملاً بھی)۔

(۷) اسلامی نصب العین کا عشق اور گہرا اسلامی جذبہ جو روح اور قلب میں اُترا ہوا ہو اور جس کا اظہار بچوں کی تمام حرکات و سکنات سے ہو۔

(۸) اسلامی اوزان اور پیمانوں (Islamic standard of Values) سے ہر چیز کو ناپنے اور تولنے کی عادت۔

(۹) جماعتی زندگی کے لیے وہ مناسب اوصاف جو قرآن و حدیث میں بیان کیے گئے ہیں۔

(۱۰) ضروری انتظامی صلاحیت۔

(۱۱) تحقیق تجسس اور تفکر و مشاہدہ کی عادت، کھلے کانوں اور کھلی آنکھوں کے ساتھ دنیا میں رہنا، باقاعدگی کے ساتھ سوچنا، استدلال کرنا اور پرکھنا۔

عملی۔ (۱) کشتی، تیراکی، بنوٹ، تلوار کا استعمال، گھوڑے کی سواری، سائیکل سواری، بندوق کا استعمال۔

(۲) پھاوڑے، کدال، ہتھوڑے، بیلچے، آری، لیسولے اور برمے سے کام لینے پر قادر ہونا۔ ابتدائی طبی امداد سے عملاً واقف ہونا۔

(۳) منڈی سے مال خریدنے اور اپنا مال بیچ لانے پر بے جھجک قادر ہونا۔

(۴) دارالاقامہ کے انتظام، کسی بڑے اجتماع کے اہتمام اور کسی بڑی پارٹی کے لیے سفر کے انتظام پر قادر ہونا۔

(۵) دفتری کاموں سے واقفیت، تجارتی مراسلت کی مشق۔

(۶) تقریر، تحریر، تبلیغ، گفتگو اور ترغیبی مذاکرہ (Convassing) پر قادر ہونا۔

(۷) کسی حد تک کھانا پکانے، کپڑا کترنے اور سی لینے پر قادر ہونا۔

علمی:۔ (۱) اردو نوشت و خواند اس پیمانے پر کہ طالب علم صحیح اردو لکھ سکے، ہر طرح کا اردو لٹریچر پڑھ اور سمجھ سکے اور اپنے خیالات تحریر اور تقریر میں ادا کر سکے۔

(۲) ابتدائی عربی قرآن کو فی الجملہ سمجھ لینے کی حد تک۔

(۳) فارسی، گلستان و بوستاں پڑھ سکنے کی قابلیت تک۔

(۴) ابتدائی انگریزی اُن علوم کی ابتدائی کتابیں انگریزی میں سمجھ لینے اور ان کا ترجمہ کر لینے کے قابل جنھیں معلومات عامہ کے سلسلے میں طالب علم اردو میں پڑھے گا۔

(۵) ضروری ریاضی جو ذہنی تربیت اور ہماری متوسط اور اعلیٰ تعلیم کی ضروریات کے لیے کافی ہو۔

(۶) جغرافیہ، طبعی، عالمی، قرآنی اور ہندی۔

(۷) تاریخ اسلام و مسلمین، سیر انبیاء و صحابہ و صلحاء امت، اور تاریخ ہند کی ضروری معلومات۔

(۸) اسلامی عقائد، اسلامی اخلاق اور اسلامی تہذیب و تمدن کے متعلق واضح تصورات۔ نیز فقہ کی وہ ضروری تفصیلات جو ایک مسلمان کو اپنی مذہبی زندگی کے لیے لازماً معلوم ہونی چاہییں۔

(۹) صحتِ عامہ، وظائفِ اعضاء (Physiology) طبیعیات، علم الکیمیا، فلکیات، ارضیات، بغرض اپنے جسم، اپنی سوسائٹی اور اپنے ماحول کے متعلق ضروری معلومات۔

(۱۰) ڈرائنگ، سکیل ڈرائنگ، ماڈل ڈرائنگ اور فری ہینڈ پینٹنگ میں صفائی اور ستھرائی اور صحت اور حسنِ ذوق۔ نیز نقشہ بنانے اور نقشہ سمجھنے (Map Reading) کی قابلیت۔

ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کا عارضی انتظام

یہ تو وہ امور تھے جو مجھے اصل نظام تعلیم کے متعلق عرض کرنے تھے۔ اب میں ایک اور ضروری چیز کی طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ یہ ظاہر بات ہے کہ ہماری تحریک کی حقیقی ضرورتیں محض ابتدائی یا ثانوی تعلیم سے پوری نہیں ہو سکتیں بلکہ وہ صرف اس انتہائی تعلیم ہی سے پوری ہو سکتی ہیں جس کے پانچ شعبوں کی طرف میں ابتدا میں اشارہ کر چکا ہوں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس انتہائی مرحلے پر پہنچنے میں ہمیں ابھی بہت دیر لگے گی۔ لیکن ہماری تحریک کی موجودہ ضروریات کا تقاضا اتنا شدید ہے کہ ہم اپنی اعلیٰ تعلیم کے لیے اس وقت تک زیادہ انتظار نہیں کر سکتے جب تک ہمارے طلبہ ابتدائی تعلیم سے بتدریج ترقی کرتے ہوئے انتہائی منزل پر پہنچیں گے۔ اس لیے اعلیٰ اور ثانوی تعلیم کا ایک عارضی انتظام بہر حال ہمیں جلدی سے جلدی کرنا چاہیے تاکہ وہ لوگ جو کالجوں اور عربی مدرسوں میں تعلیم پا چکے ہیں، انھیں ہم اسلامی نقطۂ نظر سے علمی اور اخلاقی دونوں حیثیتوں سے تیار کر سکیں۔ اس کے دو فائدے ہوں گے۔ ایک یہ کہ ہمیں اس وقت جن اعلیٰ درجے کے کارکنوں اور رہنماؤں کی ضرورت ہے وہ تیار ہو سکیں گے۔ دوسرے یہ کہ اس عارضی انتظام سے جن لوگوں کو ہم تیار کریں گے وہی ہمارے نظام تعلیم کے ثانوی اور اعلیٰ شعبوں میں درس و تدریس اور کتب نصاب کی تیاری کا کام کر سکیں گے۔ آگے چل کر ہم اس عارضی انتظام کو تھوڑے رد و بدل کے ساتھ اپنی اعلیٰ تعلیم کے ایک مستقل شعبے میں تبدیل کر دیں گے تاکہ ان لوگوں کو جو ہماری ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے مرحلوں سے نہ گذرے ہوں بلکہ یہ مراحل دوسری درسگاہوں سے طے کر کے آئیں، ہم اپنی اعلیٰ تعلیم کی کلاسوں میں داخل ہونے کے لیے تیار کر سکیں۔

اس عارضی تعلیم کے لیے نصاب اور مدت تعلیم اور مراحل تعلیمی تجویز کرنا آپ حضرات کا کام ہے، میں صرف وہ معیار پیش کیے دیتا ہوں جو اس تعلیم کی تکمیل کے وقت طلبار کی قابلیت کا ہونا چاہیے۔

معیار مطلوب

(۱) قرآن اور حدیث میں اتنی محققانہ نظر کہ طالب علم زندگی کے مختلف مسائل میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے رہنمائی حاصل کرنے کے قابل ہو جائے۔

(۲) فقہ اسلامی سے اتنی واقفیت کہ طالب علم مختلف مذاہب فقہیہ کے اصول استنباط اور ان کے دلائل اور حجتوں سے واقف ہو جائے۔

(۳) معقولات قدیمہ سے اتنی واقفیت کہ طالب علم قدمار کی کتابوں سے استفادہ کر سکے، اور معقولات جدیدہ سے اتنی واقفیت کہ موجودہ دور کے علمی پس منظر کو اچھی طرح سمجھ سکے۔

(۴) علوم اجتماع سے اتنی واقفیت کہ طالب علم موجودہ دور کے تمدنی مسائل اور تمدنی تحریکوں کو ناقدانہ حیثیت سے اچھی طرح سمجھ سکے۔

(۵) تاریخ عالم پر اجمالی نظر، عہد نبوت اور خلافت راشدہ کی تاریخ اور ہندوستان اور یورپ کی جدید تاریخ سے خصوصی واقفیت۔

اب میں آپ حضرات سے درخواست کروں گا کہ اپنا کام شروع کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے اس کام میں برکت عطا فرمائے اور آپ کی رہنمائی فرمائے۔"

اس تقریر کے بعد سوالنامے کے جوابات ارسال کرنے والوں میں سے جو جو اصحاب موجود تھے ان کو ان کے جوابات دے دیے گئے تاکہ امیر جماعت کی افتتاحی تقریر کی روشنی میں اگر وہ اپنے جوابات میں کوئی اضافہ، ترمیم یا اصلاح کرنا چاہیں تو کر لیں۔

اور اگلے روز کے اجلاس کے لیے تقریر مذکور کے نقطۂ نظر سے غور و فکر کرلیں۔ اب نمازِ عصر کا وقت ہوچکا تھا، اس لیے بعد نمازِ عصر اجلاس ختم ہوا اور سب حضرات علیحدہ علیحدہ یا چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹ کر اپنے کام میں مصروف ہوگئے۔

اجلاس دوم

دوسرے روز نو بجے (قدیم) کانفرنس کا دوسرا اجلاس پھر مسجد دارالاسلام میں شروع ہوا اور دوپہر کا تھوڑا سا وقفہ چھوڑ کر عصر تک جاری رہا۔ سب جوابات جو سوالنامہ کے جواب میں موصول ہوئے تھے، حاضرین میں تقسیم کردیے گئے تاکہ ہر سوال کے متعلق جوابات کو بسہولت بیک وقت پیش کیا جاسکے۔ سوالنامے کے ایک ایک سوال پر بہ ترتیب بحث شروع ہوئی۔ امیرِ جماعت سوال نامے سے ایک سوال کو پڑھتے تھے پھر اس کے مختلف جوابات جو لوگوں کی جانب سے وصول ہوئے تھے پڑھے جاتے تھے۔ پھر ان پر پوری سنجیدگی سے غور و فکر اور بحث و تمحیص ہوتی اور آخری فیصلے کو تحریر کرلیا جاتا۔ جو امور طے ہوئے وہ درج ذیل ہیں:-

مجلس تعلیمی کی قراردادیں

کل مدتِ تعلیم:- (۱) کل مدتِ تعلیم چودہ سال ہونی چاہیے جسے حسبِ ذیل مرحلوں میں تقسیم کیا جائے:-

(ا) ابتدائی مرحلہ۔ ۸ سال۔ (ب) ثانوی مرحلہ۔ ۲ سال۔ (ج) اعلیٰ مرحلہ۔ ۴ سال۔

مرحلۂ ابتدائی (۲) سرِدست صرف ابتدائی مرحلے کے لیے ایک درسگاہ قائم کی جائے جس کے انچارج غازی عبدالجبار صاحب ایم اے۔ بی ٹی ہوں۔

(۳) اس درسگاہ کی ابتدائی جماعت میں ۶ سال سے لے کر ۸ سال کی عمر تک کے طلبا داخل کیے جائیں۔

نوٹ:- درمیانی جماعتوں میں داخل ہونے والے طلبا کو امتحاناً ایک مقررہ عرصہ تک (جو زیادہ سے زیادہ تین ماہ ہو) درجۂ خاص (Special class) میں رکھا جائے، ایک ہم عمر طالب علم کو اس کا رفیق مقرر کیا جائے جو اسے مرکز کی زندگی کے مختلف شعبوں سے متعارف کرائے، اس رفیق کے نگراں اس نووارد کے نگراں بھی ہوں گے اور وہ کوشش کریں گے کہ نووارد جلدی سے جلدی کسی ایک درجے کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے اور مرکز کی پوری زندگی میں شامل ہونے کے قابل ہوجائے۔

(۴) یہ درسگاہ لازماً اقامتی (Residential) ہوگی۔

(۵) طلباء کی تعلیم اور پرورش کے مصارف ان کے سرپرستوں کو برداشت کرنے ہوں گے۔

(۶) اس درسگاہ میں صرف ان لوگوں کے بچوں کو داخل کیا جائے گا جو نہ صرف جماعت کے نصب العین سے متفق ہوں بلکہ درسگاہ میں بچوں کو داخل کرتے وقت اس بات کا تحریری اقرارنامہ داخل کریں کہ وہ اپنے بچوں کو کسی نوعیت سے غیر اسلامی نظام کے کارکن بنانے کے لیے تیار نہیں کررہے ہیں، بلکہ انھوں نے اپنے بچوں کو اس نصب العین کی خدمت کے لیے دیدیا ہے۔

(۷) ابتدائی منزل میں طلبہ کو کسی خاص پیشہ کے لیے تیار کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا، البتہ ہم یہ کوشش کریں گے کہ اپنی عملی اور اخلاقی تربیت سے بچوں کی تمام پیدائشی قابلیتوں اور استعدادوں کو اس حد تک نشو و نما دیدیں اور انھیں عملاً اس حد

تک مشاہدہ اور تجربہ کرادیں کہ وہ ۶ سال کی تعلیم و تربیت سے فارغ ہونے کے بعد اپنے اندر یہ طاقت محسوس کرنے لگیں کہ خدا کی زمین میں ہر طرف ان کے لیے کام کرنے اور اپنی ضروریات حاصل کرنے کے مواقع موجود ہیں اور وہ ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس اپنی درسگاہ کے فارغ شدہ طلباء کے معاشی مسئلہ کا یہی ایک حل ہے۔

(۸) نصاب اور درسیات کی ترتیب کا کام حسب ذیل پانچ حضرات کی مجلس کے سپرد کیا گیا اور اس مجلس کو اختیار دیا گیا کہ اس کام میں جن جن اصحاب سے چاہے مدد لے اور چار مہینے میں اپنی تجاویز کا خاکہ مرتب کرے:

(۱) غازی عبدالجبار صاحب (۲) مولانا امین احسن صاحب اصلاحی۔ (۳) قاضی حمید اللہ صاحب (سیالکوٹ)

(۴) نعیم صدیقی صاحب۔ (۵) خواجہ محمد صدیق صاحب (دہلی)

غازی عبدالجبار صاحب اس مجلس کے داعی ہوں گے۔

نوٹ:۔ جو جوابات ہمارے سوالنامے کے جواب میں موصول ہوئے ہیں، نیز جو مواد درسیات کے سلسلے میں آیا ہے وہ سب اس مجلس کے حوالے کردیا گیا۔

(۹) درسگاہ کے انتظامی امور، اساتذہ کے انتخاب، اسانذہ کی تیاری، دارالاقامہ اور درسگاہ کے نظم و نسق، تعمیرات اور دیگر انتظامی کاموں کا نقشہ مرتب کرنے کے لیے حسب ذیل حضرات کی مجلس مقرر کی گئی:۔

(۱) سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی۔ (۲) مولانا امین احسن صاحب اصلاحی۔ (۳) غازی عبدالجبار صاحب۔ (۴) چودھری محمد اکبر صاحب (سیالکوٹ)

غازی عبدالجبار صاحب اس مجلس کے بھی داعی ہوں گے۔

ثانوی و اعلیٰ تعلیم کا عارضی انتظام (۱۰) اس تعلیم کے لیے ایک الگ درسگاہ قائم کی جائے جس کے انچارج مولانا امین احسن صاحب اصلاحی ہوں گے۔

(۱۱) اس کی مدت تعلیم چھ سال رکھی جائے۔ دو سال مرحلۂ ثانوی کے لیے اور چار سال مرحلۂ تکمیل کے لیے۔

نوٹ:۔ عربی مدارس کے فارغ التحصیل طلباء اور یونیورسٹیوں کے گریجویٹوں کے لیے ایسی آسانیاں فراہم کردی جائیں کہ وہ اس سے کم مدت میں مرحلۂ تکمیل طے کرسکیں۔

(۱۲) مرحلۂ ثانوی کی ابتدائی منزل میں داخل ہونے کے لیے ایسے لوگ امیدوار ہوسکتے ہیں جو کم از کم میٹریکولیٹ ہوں یا کسی عربی مدرسے میں متوسط درجہ کے معیار تک تعلیم پاچکے ہوں۔

(۱۳) درسگاہ میں امیدواروں کا داخلہ ملاقات (Intirview) کے بعد ہوگا۔

(۱۴) صرف ایسے امیدواروں کو درسگاہ میں داخل کیا جائے گا جو جماعت اسلامی کے نصب العین سے متفق ہوں۔

(۱۵) طلبہ کو اپنے مصارف کا خود کفیل ہونا ہوگا۔

(۱۶) اس درسگاہ کے نصاب و درسیات اور جملہ انتظامی امور کی تفصیلات مرتب کرنے کے لیے حسب ذیل اصحاب کی ایک مجلس مقرر کی گئی:۔

مولانا امین احسن صاحب اصلاحی۔ (۲) مولانا اختر احسن صاحب اصلاحی۔ (۳) مولانا مسعود عالم صاحب ندوی۔ (۴) مولانا ابواللیث شیر محمد صاحب اصلاحی۔

نوٹ:۔ مولانا امین احسن صاحب اصلاحی اس مجلس کے داعی ہوں گے اور چار ماہ کے اندر اپنی تجاویز پیش کریں گے۔

اجلاس ختم ہونے سے پہلے اعظم ہاشمی صاحب مہاجر ترکستانی نے درخواست پیش کی کہ ہندوستان میں روسی ترکستان سے نکلے ہوئے جو مہاجرین آباد ہیں اُن کے بچوں کے لیے کسی مخصوص انتظام کی گنجائش رکھی جائے تاکہ وہ ایک طرف اردو زبان سیکھ کر ہمارا نصابِ تعلیم پڑھنے کے قابل ہو جائیں اور دوسری طرف انھیں ترکی زبان پڑھنے کا بھی موقع ملے۔ اس پر امیر جماعت نے فیصلہ کیا کہ اگر کم از کم بیس طلبہ مہاجرین میں سے آئیں تو ان کے لیے اردو اور ترکی تعلیم کا علیحدہ انتظام کیا جاسکتا ہے۔

اجلاس سوم

تیسرے روز دارالاسلام کی مسجد میں پھر اجتماع ہوا جس میں یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ مستقل مرکز کہاں بنایا جائے۔ اس سلسلے میں جو سامنے آئی ہوئی حسب ذیل تجویزوں اور پیش کشوں پر غور کیا گیا:۔

(۱) جماعت بریلی کی تجویز کہ بریلی شہر سے ۷ میل کے فاصلے پر نو سیچ شہر کے لیے جو اراضی قابل فروخت ہیں انھیں خرید لیا جائے اور وہاں جماعت اپنے صَرف سے عمارات تعمیر کرے۔ اس صورت میں صرف زمین خریدنے کے لیے تقریباً اسی ہزار روپے درکار ہوں گے۔

(۲) جماعتِ کپورتھلہ کی تجویز کہ شہر جالندھر کے باہر جالندھر۔ کپورتھلہ سڑک پر ایک زمین خریدی جائے جس کی قیمت اٹھائیس ہزار روپیہ ہے۔ اس رقم میں سے ایک چوتھائی حصہ جماعتِ کپورتھلہ اپنے ذمہ لیتی ہے، لیکن یہ رقم (تقریباً سات ہزار) وہ صرف اس صورت میں پیش کرسکتی ہے جبکہ مرکز اس کی تجویز کردہ جگہ پر تعمیر کیا جائے۔

(۳) چودھری عبدالرحمان خاں صاحب ایم۔ ایل۔ اے۔ رئیس راہوں کی پیش کش جس میں انھوں نے راہوں سٹیشن کے قریب اپنی دس ایکڑ زمین بلامعاوضہ دینے کا وعدہ کیا اور مرکز کی تعمیر کے لیے چار ہزار روپیہ نقد دینے کا بھی وعدہ کیا، بشرطیکہ مرکز وہاں تعمیر کیا جائے۔

(۴) منظور احسن صاحب کمرڈبی (مابھوم) کی پیش کش جس میں انھوں نے تعمیر کرنے کے لیے کمرڈبی سے متصل اپنی پندرہ بیس بیگھے زمین بلامعاوضہ دینے کا وعدہ کیا۔ یہ مقام بہار اور بنگال کی سرحد پر کلکتہ، گیا، اور جمشید پور کے تقریباً وسط میں واقع ہے۔

(۵) مولوی عبدالستار صاحب (حیدرآباد دکن) کی پیش کش کہ مانک گڑھ ریلوے سٹیشن سے سات میل کے فاصلے پر ریاست حیدرآباد میں موقعِ مدینہ نگر کی چار سو بیگھے زمین (جس میں کوئی عمارت نہیں ہے) سے وہ بحیثیت متولی ہماری جماعت کو بلامعاوضہ فائدہ اٹھانے کا موقع دے سکتے ہیں، بشرطیکہ مرکز وہاں تعمیر کیا جائے۔

(۶) صاحب موصوف کی دوسری تجویز کہ حیدرآباد شہر کے نواح میں سید علی گوڑہ کے متصل ایک زمین خریدی جاسکتی ہے جس کا نرخ ۶ر سے ۸ر گز تک ہوگا۔ نیز ایک بڑی مسجد اور ایک خانقاہ کی عمارت پہلے سے وہاں موجود ہے جن سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

(۷) ملک نصراللہ خاں صاحب عزیز مدیر "کوثر" لاہور کی تجویز کہ نندی پور کے مقام پر گوجرانوالہ سے سات میل دور، نہر چناب کے کنارے گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ سڑک پر ایک وقف کی ساڑھے پندرہ ایکڑ زمین سے بلامعاوضہ فائدہ اٹھانے کا موقع مل سکتا ہے۔

نیز اس کے قریب مزید اراضی اگر ضرورت پڑے تو خریدی جاسکتی ہے۔

(۸) دارالاسلام ٹرسٹ کی پیش کش، کہ اگر جماعت اسلامی اپنا مستقل مرکز اسی جگہ رکھے تو حسب ذیل شرائط پر وہ یہ زمین معہ عمارات (جن میں مسجد، لائبریری، وفیملی کوارٹرس، بارہ کمرے، ایک بڑا ہال، اور تقریباً ساٹھ ایکڑ زمین شامل ہیں) اس کے حوالے کرسکتے ہیں:۔

ا۔ اراضی وقف کی آمدنی مطابق شرائط وقف نامہ تعلیم قرآن پر صرف کی جائے۔ اس کے علاوہ جو آمدنی دیگر ذرائع سے دارالاسلام ٹرسٹ کو وصول ہو وہ مطابق صوابدید ٹرسٹیان صرف کی جائے۔

ب۔ کل سامان ملکیت ٹرسٹ، مثلاً فرنیچر، برتن، کتب خانہ وغیرہ جماعت اسلامی کے سپرد کیا جائے گا اور وہ اسے حدود دارالاسلام کے اندر جس طرح چاہے استعمال کرنے کی مجاز ہوگی۔

ج۔ موجودہ عمارات اور مزید عمارات جو دارالاسلام ٹرسٹ یا جماعت اسلامی کے صرف سے اراضی وقف پر تعمیر ہوں، ان پر جماعت اسلامی بطور مالک کے قابض ہوگی۔ عمارات کی مرمت کا صرف جماعت اسلامی کے ذمے ہوگا۔ فرنیچر، کتب خانہ، اور دیگر سامان اسی ذیل میں سمجھا جائیگا۔

د۔ یہ انتظام دائمی جماعت اسلامی کے ساتھ اس وقت تک طے شدہ رہے گا جب تک وہ اپنے موجودہ مقاصد پر قائم رہے گی۔

ہ۔ اگر خدانخواستہ جماعت اسلامی منتشر ہو جائے تو وہ سب کچھ جو دارالاسلام ٹرسٹ جماعت اسلامی کے حوالے کر رہا ہے، وقف اسلام سمجھا جائے گا اور دارالاسلام ٹرسٹ کی تحویل میں چلا جائے گا۔ اگر کسی وقت جماعت اسلامی بنا مرکز تبدیل کرے تو اس صورت میں بھی یہ شرط نافذ ہوگی۔

ان شرائط کے علاوہ چودھری نیاز علی خاں صاحب نے ذاتی طور پر یہ وعدہ بھی فرمایا کہ جو حقوق بطور واقف انھیں اس وقف پر حاصل ہیں، وہ ان سے سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کے حق میں دست بردار ہو جائیں گے۔

نوٹ:۔ واضح رہے کہ دارالاسلام ٹرسٹ کے صدر سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی ہیں، اور اس کے چھ ٹرسٹیوں میں سے دو ٹرسٹی مولانا امین احسن صاحب اصلاحی اور غازی محمد عبدالجبار صاحب ہیں۔

ان تمام تجاویز اور پیش کشوں کے اچھے اور برے پہلوؤں پر آزادانہ بحث ہوئی۔ آخر کار امیر جماعت کی اس رائے کو تمام حاضرین نے بالاتفاق تسلیم کرلیا کہ دارالاسلام ٹرسٹ کی پیش کش کو قبول کرلیا جائے۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی دارالاسلام ٹرسٹ کی میٹنگ منعقد ہوئی۔ اور جماعت اسلامی کے ارکان اور ٹرسٹ کے ارکان کی موجودگی میں مذکورہ بالا شرائط پر ٹرسٹ اور جماعت کے درمیان معاہدہ قرار پاگیا۔ نیز چودھری نیاز علی خاں صاحب نے حسب وعدہ سب صاحبان کے سامنے اعلان فرمادیا کہ

"جو حقوق بطور واقف مجھے اس وقف پر حاصل ہیں، میں ان سے سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی امیر جماعت اسلامی کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں۔"

اس کے بعد سب حاضرین نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس مرکز کی تاسیس میں برکت عطا فرمائے اور اپنی تائید و نصرت سے ہماری مدد کرے اور یہاں ہم کو وہ کام کرنے کی توفیق بخشے جس میں اس کی رضا ہو۔